

الدعا والاستجابة

60

الفه

انفق الى الله حسيدي

حسبك انش

فتفضل الدين تاجر كرتب كمي شميري لزارا الهو

عليه مصطفاه ليرى كاهو

١٨٩٩
قيمت في جلد ٢

الدعاء والاحتجاجة



الف



المفتقر إلى الله الصالح سيّد



٩٩ ١٨ ٤

سید جمال صاحب مرقوم کی تصنیفات کی فہرست
محسوس و بکھر سید احمد صاحب مرقوم

اس میں مرید مرحوم بخیر و غور کے کل کچھ زور اور سچپن غلو کے زمانہ کے بعد سے لیکر آج تک یعنی مرید کی رحلت تک جتنی نہیں سب جمع کئے گئے ہیں۔ اس مجموعہ کے شروع میں مرید مرحوم کی وہ مقبول اور دلوں کو ہلا دینے والی دعائیں جو سید صاحب نے وقت و وقت ہذاوندہ تعالیٰ کی جناب میں مانگی ہیں اس مجموعہ کے شروع میں درج کر دی گئی ہیں۔ دعائیں بہت ہی پُر اثر و مقبول ہیں۔ ان دعاؤں کے پڑھنے سے طبیعت فوراً اپنے مالک حقیقی کو واحد خالق کی طرف مناسبت انگساری سے رجوع ہوجاتی ہے۔ ۛ ۛ ۛ

مردوم سر سید گذشتہ ہفت سالہ اخلاقی و تمدنی نبوہی مضامین متعلقہ تہذیب الاخلاق

مرید ہر دم و مخوف کہ گذشتہ ہفت سالہ تہذیب الاخلاق کے مضامین جنکی قوم کو از حد ضرورت بھیجنی از ابتدا ۱۳۹۶ ہجری
نفاذ ۱۹۱۳ ہجری چھپ کر تیار ہو گئے ہیں۔ اس میں ہر ایک کے وہ گرز و دار و یک مضامین ہیں جن کے پڑھنے سے
ایک قسم کی روشنی پیدا ہوتی ہے۔ نفاذ میں یہ مضامین ایک کم سو ہیں۔ اخلاقی اور دینی مضامین کا مخزن ہیں۔
اسلامی مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ایک کورس ہیں۔ مضامین نگاری کے لئے ایتلس اردو لٹریچر کی جٹا۔
شیہی مضامین ہیں جنہوں نے مرید کا بول بالا کیا۔ مسلمانوں کو خواہ غفلت سے بچا یا۔ اسلام اور اسلامی بہتہ دسی کا
سبق پڑھایا۔ ان مضامین کے مطالعہ سے آپ کو مرید ہر دم کی محنت شاقہ کا نشان ملے گا۔ کہ اس مرحوم نے قوم کی
صالحات کے لئے کیا کیا کدو دو رکئے اور کچھ مشکلات کا سامنا چڑا۔ یہ تو پڑھنے سے روشن ہو جائیگا کہ قوم کو اس
کتا پی کیساں تک ضرورت ہے ۶۳۲ صفحے کی کتاب ہے ۴ قیمت

تفسیر القرآن مجلد اول

یعنی تفسیر اودوسہ العاقل و سواۃ البقرہ معصنہ سرسید ایروم مخفونہ سرعبدوہد قوم سے بریت کے لئے رخصت ہو گئے
لیکن یہ زندہ یا دگاہ بریت کے لئے چھوڑ گئے جس سے قوم ہمیشہ مستغیض ہوتی رہی۔ قلم

الحکام سام اہل کتاب

[illegible]

غرض کہ لفظ دعا اور ندی میں لمبا ظا کے حقیقی معنی کے امر مسؤل عنہ دخل نہیں ہوتا
 بلکہ وہ علیحدہ بیان کیا جاتا ہے جیسے کہ ان دو آیتوں میں ہے پہلی آیت یہ ہے
 هٰذَا لَكَ دُعَاؤُكَ يَا رَبِّهٖ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ
 سَمِيعُ الدُّعَاءِ (آیت ۳۲ - آل عمران ۳) اور دوسری آیت یہ ہے وَتُكْرِيَا اِذْ
 نَادٰی رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ (آیت ۸۹ - الانبیاء ۲۱) +
 بہت حکم قرآن مجید میں بغیر لفظ دعا کے سوال کیا گیا ہے اور حاجت چاہی گئی
 ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کہَا رَبِّ هَبْ لِي مِنْ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشِّرْهُ بِاٰیٰتِ الْاٰلِ
 حِلِیْمِ (آیت ۹۸، ۹۹ - الصافات ۳۷) اور سُورَةُ الْقُلُوبِ میں جو آیت ہے اَمَّا
 یَحْيٰی الْمُسْتَضَرُّ اِذَا دَعَاہُ وَیُکَشِّفُ السُّوْءَ (آیت ۶۲ - النمل ۲۷) اس میں بھی
 دعا انہیں معنوں میں آیا ہے جو اور آیتوں میں آیا ہے اور مسؤل عنہ پر بولا نہیں گیا
 ہے بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اذ ادعاه بکذا او کذا +

لیکن اگر خدا سے کچھ مانگا جاوے اور سوال کیا جاوے تو اس حالت میں
 بھی خدا کی طرف متوجہ ہونا اور اسکو معبود برحق سمجھنا لازم آتا ہے اور لفظ ندا لفظاً
 یا معنأً اُسپر صدر ہوتا ہے اس لیے دعا کا لفظ مسؤل عنہ پر بھی بولا جاتا ہے اور
 لفظ دعا کے معنی لا یتہال الی اللہ بالسؤال کے ہو جاتے ہیں معنی عاجزی کے
 ساتھ خدا سے کچھ مانگنے کے اور یہی سبب ہے کہ دعا کو معنی اول لویا بمعنی ثانی
 عبادت کہا گیا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں وَقَالَ رَبِّکُمْ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ نَدَیْکُمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الدُّعَاءُ وَالِاسْتِجَابَةُ

دعا اور نداء و لفظ مراد ہیں اور اُن کے لغوی معنی پکارنے کے ہیں حضرت
 زکریا کے حال میں ایک جگہ خدا نے فرمایا و زکریا اذ نادى رَبَّهُ اور یہ کافی ثبوت
 اس بات کا ہے کہ دعا اور نداء دو مراد ف لفظ میں۔ خدا کو پکارنا اسکی طرف توجہ دینا اور اسکی
 حاضر سمجھنا اور اسکی اِله اور معبود برحق ہونے کا اقرار کرنا ہے پس جو شخص کہ اس طرح
 خدا کو پکارتا ہے خدا اسکو قبول کرتا ہے قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْ اَسْتَجِبْ
 لَكُمْ (آیت ۶۲ - المؤمن ۴۰) اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ
 فَاتِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ وَالْيَوْمِ مُنَوَّيْ
 لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (آیت ۱۸۲ - البقرہ ۲) *

کہ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ان سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے کسی طرح صادق نہیں آسکتا۔

تقدیر کی دو قسمیں مبرم اور معلق قرار دینا بچوں کی باتیں ہیں اور اس پر بھی کوئی فائدہ مترتب نہیں ہوتا کیونکہ جبکو تقدیر معلق قرار دیا جاتا ہے وہ بھی بمنزلہ کسی کے ہو جاتی ہے جبکو تقدیر مبرم کہا جاتا ہے۔ مَعْنَا اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا وعدہ عام ہے اور اُس میں کوئی چیز اور کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے اور جبکہ یہ ثابت ہے کہ حصول سوال منحصر مقدمہ پر ہے تو استجابت عاجل کا وعدہ خدا نے کیا ہے وہ اور کوئی منہی رکھتا ہے۔

ہاں اس میں شبہ نہیں کہ بعض امور جن کا ہونا مقدر میں ہے اور اُن کے لیے بھی دعا مانگی جاتی ہے وہ حاصل ہو جاتے ہیں اور اُن پر استجابت کا عجزاً اطلاق کیا جاسکتا ہے جیسے کہ اَسْ تِیْ هٰذَا کَرِّیَارَیْہِ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاۃِ فَنَادَیْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَهَوَّا۟ لَہُمْ یٰصَلٰی فِی الْاَحْرَابِ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِحَبْلِیْ مُمْدِتٍ بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَحَصُوۡرًا وَنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ (آیت ۳۲-۳۳-ال عمران) اور جیسے کہ اَسْ تِیْ ہ ہے وَتَرٰکَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَوَهَبْنَا لَہُ الْیَحْیٰی وَاصْلَمْنَا لَہُ زَوْجَہٗ اِنَّہُمْ کَانُوْا یَسْأِرُوْنَ فِی الْخَفِیّٰتِ۔ وَیَدْعُوْنَہَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَاٰتٰہُمَا نَاحِیَۃً (آیت ۸۹-۹۰-الانبیاء)

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (آیت ۱۲)

المومن (۳۰) عبادت کا لفظ مراد دعا کے آیا ہے اس لیے کہ شروع آیت میں اذْعُونِي کا لفظ ہے تو اسکی مناسبت سے سَتَكْبِرُونَ کے بعد عَنْ دَعَائِي آتا اگر وہاں عَنْ عِبَادَتِي آیا ہے جو کافی ثبوت ہے کہ دعا اور عبادت مراد لفظ ہیں +

۱۱ آیت کے مطابق دو حدیثیں مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں پہلی حدیث یہ

عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء هو العبادة ثم قرأ وقال ربكم ادعوني استجب لكم رواه أحمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجه و دوسری حدیث یہ ہے عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدعاء مخ العبادة رواه الترمذی +

باقی رہی استجابت دعا اگر استجابت دعا کے معنی اُس سوال کا پورا کر دینے کے قرار دیئے جاویں تو اُس میں دشوکلین پیش آتی ہیں۔ اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراب سے کی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جسکے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجابت دعا کا وعدہ کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں معنی علم الہی میں ہیں اور جو نہیں ہونے والے ہیں وہ بھی علم الہی میں ہیں۔ اُن مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس اگر استجابت دعا کے معنی سوال کا پورا ہونا قرار دیئے جاویں تو خدا کا یہ وعدہ

احمد قولہ امان یجمل لہ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر وہ امر مقدر ہے تو وہ ہو جاوے گا و قولہ امان یدخرہا فی الاخرۃ یہ اُنہی امور پر اشارہ ہے جو مقدر نہیں ہیں اور دعا کے عبادت ہونے کے سبب اُس کا ثواب آخرۃ میں ملیگا و ہذا ہو قولہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم و قولہ امان ان یصرف عنہ من الشؤء کما قال اللہ و یکشف الشؤء اس سے یہی مراد ہے کہ وہ دعا اُس قوت کو تحریک کرنے والی ہوتی ہے جس سے اُس رنج و مصیبت و اضطراب میں جو مطلب حاصل ہونے سے ہوتا ہے تسکین پتی ہے اور جبکہ دعا دل سے اور اپنے تمام فطرتی قوا کو متوجہ کر کے کیجاتی ہے اور خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ قوت تحریک میں آتی ہے اور اُن تمام قوتوں پر جن سے اضطراب پیدا ہوا ہے اور اُس مصیبت کا رنج بربکایت ہوا ہے اُن سب پر غالب ہو جاتی ہے اور انسان کو صبر و استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہونا لازماً عباد ہے اور یہی دعا کا مستجاب ہونا ہے ۛ

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب اُس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور اُس کے دل کو اضطراب ہوتا ہے تو وہ کسی کی طرف استمداد اور استعانت کے لئے رجوع کرتا ہے اگر وہ امر ایسا ہو کہ کوئی انسان اُس کی مدد کر سکتا ہے تو وہ انسان کی طرف رجوع کرتا ہے اور اگر وہ امر کسی انسان کی مدد سے بالاتر ہے تو کسی

حضرت زکریا کے بیٹا پیدا ہونے کو مجازاً استجاب دعا کہا جاوے کیونکہ بیٹا ہونا مقدر میں تھا وہ ضرور ہوتا تھا۔ اس طرح حضرت ابراہیم کی اس دعا کی نسبت رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشِّرْهُ نَاكِ بَعْلًا مَّحْلِيمٍ (آیت ۹۸-۹۹-الصفافات) مجازاً استجاب دعا کہا جاتا ہے کیونکہ بیٹا ہونا مقدرات میں سے تھا۔

اور جبکہ یہ بات محقق ہوئی کہ دعا عبادت ہے جو دل سے اور خضوع و خشوع سے ہو اُس کے قبول کرنے کا خدا نے وعدہ فرمایا ہے اور وہ کبھی نامقبول نہیں ہوتی تو استجاب دعا کی ٹھیک مراد عبادت کے قبول کرنے اور انسان کے دل میں جو حالت کہ صدق و دل سے عبادت کرنے میں پیدا ہوتی ہے اُس کے پیدا ہونے کی ہوئی۔ وَهَذَا مَا وَعَدَ اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (آیت ۱۲۱-التوبة ۹) وَقَالَ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (آیت ۱۱۷-ہود ۱۱) إِنِّي لَا أُضَيِّعُ عَمَلْ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنزِلُ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (آیت ۱۹۳-ال عمران ۳) :

جو معنی استجاب دعا کے میں نے بیان کیے اُس کے مناسب مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یدعو بدعوة لیس فیہا اثر ولا قطیعة رحم الا اعطاه اللہ بما احدى۔ ثلث امان یعجل له دعوتہ واما ان یدخرہا لہ فی الاخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلھا قالوا اذا فکثر قال اللہ اکثر رواہ

اسکو کیا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔ واللہ يعلم انہا مقدرام
 الافان لم یکن مقدر یعطیک ثوبہا ویدخرہا لک فی الآخرۃ فاما
 فی الدنیا یعرف عنک من الشؤء مثلہا۔ فانظر ما تفعل فی امور دنیاک
 انت تسع بکمال جہد وابتہال فی حصولہا وتعلم انہا لا تحصل لک
 لم یکن مقدر فافان لک ان قصرت فی الدعاء الی اللہ مع ان اللہ عزوجل
 وعدک احدی ثلث امان یجعل لک دعوتک واما ان یدخرہا لک
 فی الآخرۃ واما ان یصرف عنک من الشؤء مثلہا ولہذا قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسال اللہ یغضب علیہ رواہ ابو ہریرۃ
 (مشکوۃ) *

وہذا دعائی الی اللہ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

(آیت ۱۲۱- البقرہ) *

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ بِمَنْ فُتِّرْتَنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاٰمَرْنَا
 بِهَا سَكَنًا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (آیت ۱۲۲- البقرہ)
 رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَہُ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (آیت ۱۹۶- البقرہ)
 رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اٰیۃ ۱۹۷ البقرہ
 رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ سَاوَاۤءُ اٰخَاۡنَاۤءُ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَی
 الْاَوَّلَیْنِ قَبْلَہُ رَبَّنَا وَلَہُ کُلُّنَا لَاطَافَةٌ لَّنَا بِہِ وَعَافُ عَمَّا وَعَافُ لَنَا

ایسی ہستی سے امداد چاہتا ہے جو اُس کے نزدیک اُس امر میں مدد کر سکتی ہے
مگر خدا نے ہم کو آیاتِ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ کی تعلیم دی ہے اور اُس کا لازمہ
یہ ہے کہ ہم کسی امر میں سوائے خدا کے اور کسی سے مدد نہ چاہیں۔ وہ امر کیسا
ہی بُرا یا کیسا ہی جھوٹا ہو ۛ

مشکوٰۃ میں یہ حدیث حضرت انس سے مروی ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لِحَدِّ كَمَرٍ رَبَّةٌ حَاجَتُهُ كَلِّهَا حَتَّى يَسَالَ
شَسْعَ نَعْلِهِ إِذَا نَقَطَعَ يَنْبِيْهُ شَخْصًا نَبِيْهِ تَمَامُ حَاجَتِيْ خَدَايَ مِنْ مَانِكَةٍ يَمَانِكٍ
كَهَ الْاُرْسُ كِيْ جَوْتِيْ كَاتِمَةٍ لُّوْثٍ جَاوَعْتُوْا سَكُوْهُبِيْ خَدَايَ مِنْ مَانِكَةٍ - پس دعا سے
مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں بندے کو خدا سے تعلق اور ہر امر میں اُس کی طرف
رجوع رہے نہ کسی غیر کی طرف ۛ

جو لوگ کہ حقیقت دعا سے اور جو حکمت اُس میں ہے اُس سے ناواقف ہیں وہ کہہ
سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ جو مقدر نہیں ہے وہ نہیں ہونے کا تو دعا سے کیا
فائدہ ہے۔ مگر اُس میں چند نا سمجھیاں ہیں۔ اوّل تو یہ معلوم نہیں کہ وہ مقدر ہے یا
نہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ایسا کہنے میں فطرتِ انسانی کو مجبور کرتا ہے کہ انسان
کی فطرت میں یہ امر داخل ہے کہ حالتِ اضطرار میں یا حصولِ مطلب کے لئے
دوسرے سے استمداد کی خواہش رکھتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہو گا یا نہیں
اور انسان کی یہ فطرت اُس سے جدا نہیں ہو سکتی اور مقتضائے اس کی فطرت کے

مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ (آيت ١١٣ - المائدة ٥) *

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آيت ٣١ - اعراف ٤)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (آيت ٣٥ - الاعراف ٤) *

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَقَّنَا مُسْلِمِينَ (آيت ٨٤ - اعراف ٤)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (آيت ٨٥ - يونس ١٠) *

رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا (آيت ٩ - كهف ١٨)

رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (آيت ١١١ - المؤمنون ٣)

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَنْزَلِكَا وَدْرٍ يَا تَيْفَرَةً أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا الْمُتَّقِينَ إِمَامًا

(آيت ٤٣ - فرقان ٢٥) *

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا

غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ (آيت ١٠ - الحشر ٥٩) *

رَبَّنَا عَلِّمْنَا لَكَ مَا تَشَاءُ وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (آيت ٣ - الممتحنة ٦)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آيت ٥ - الممتحنة ٦) *

رَبَّنَا آتِنَا لِمَنْ نَزَّلْنَا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (آيت ٨ - التهم ٦٦)

— — — — —

وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (آيت ٢٨٦ - البقرة ٢) *
 رَبَّنَا لَا تُرِخْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ
 الْكَوَّابُ (آيت ٦ - آل عمران ٣) *

رَبَّنَا إِنَّا أَمَتَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آيت ٣ - آل عمران ٣) *
 رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا آتَيْتَنَا وَتَوَكَّلْنَا عَلَىكَ وَآتِنَا مَا نَحْتَاجُ (آيت ٤)
 آل عمران ٣) *

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَلَا سِرَافِنَا فِي أَعْمَارِنَا وَتُبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى
 الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (آيت ١٣١ - آل عمران ٣) *
 رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آيت ١٨٨)
 آل عمران ٣) *

رَبَّنَا إِنَّا أَسْعَفْنَا مَنَّادِيًا يُثَارِدُ لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَأَمْنًا - رَبَّنَا
 فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (آيت ١٩٩ - ١٩١)
 آل عمران ٣) *

رَبَّنَا وَإِنَّا مَأْمُونُونَ عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ
 لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ (آيت ١٩٢ - آل عمران ٣) *

رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (آيت ٦٠ - المائدة ٥)
 رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً

الدعاء والاستجابة

اس سادہ میں دعا اور اس کے مقبول ہونے کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اور قرآن شریف سے تمام ماؤں کو بھیجا جس کو دیا گیا ہے اور نہایت مدلل بحث ہے + قیمہ

۲

انظر فی بعض مسائل الامام ابو حامد محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

اس میں آٹھ مسئلہ شامل ہیں جن میں امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے جو ان کی کتابوں المستفیضون بہ علیہم اہلنا + المصنفون بہ علیہ اہلہ + المنقذ من الضلال + الا فضاوی الاعتقاد + التفرقة بین الاسلام والزندقة وغیرہ سے لئے گئے ہیں +
پہلے رسالہ میں اسی ذات پر بحث ہے + دوسرے رسالے میں امام صاحب کے واردات قلبی کا بیان ہے +
تیسرے رسالے میں امام صاحب کے اقتداء + ان کے علوم پر بحث کی گئی ہے + چوتھے رسالہ میں روح کی تحقیق پر بحث ہے +
پانچویں رسالہ میں روح و جسم کے معنوں کا بیان ہے + چھٹے رسالے میں دعا اور میزان کے معنوں پر بحث ہے +
ساتھویں رسالہ میں غائبانہ اور بین و شہیدان کی تحقیق پر بحث ہے + آٹھویں رسالہ میں امام صاحب کے رسالہ متفقہ میں الاسلام والزندقة پر رد و جواب ہے جس میں اس امر پر بحث کی گئی کہ ان باتوں سے تکفیر ہو سکتی ہے اور کون کون سے نہیں + قیمہ

۸

ترتیب ششم قصص اصحاب الکاف والیقین

اس سادہ میں اصحاب کفر کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہے نہایت مشائستہ اور سنجیدگی سے محققانہ بحث کی گئی ہے + قیمہ

۵

فصل الامام من سائل خیر الاسلام

یعنی مکاتبات حضرت امام تہ الذی رحمہ اللہ علیہ جو ان کی وفات کے بعد امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام احمد الغزالی نے جمع کئے اور جن کو سید صاحب مرحوم نے نہایت کوشش کے ساتھ صحت فرمایا اور ترجمہ کر کے بعض مقامات پر نہایت دلچسپ بحث کی ہے + قیمہ

۸

آخری مضامین

یہ وہ عقیدہ اور مفہوم مضامین ہیں جو مرحوم سرسید نے از ابتدا سے یکم شوال ۱۳۱۳ ہجری لغایت ۱۴ ذیقعد ۱۳۱۵ ہجری تک نہایت دلسوزی کے ساتھ لکھے اور آخر کار مضمون لکھتے لکھتے ہی ہم سے واپسی مفارقت کر کے اپنے مالک حقیقی کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ قوم خاص خیال ہے کہ یہ گورہے باضائع نہ ہو جاویں نہ نہایت تلاش اور جست سے جمع کر کے طبع کر کے اور پھر پھر کسی قوم کے نام نامی پر مضمون لکھے جس کے واسطے وہ ترک و کشیدگی و آل رسول عمر و عمر و سرور کوششیں کرتا رہا۔ وطن سے بیرون ہوا۔ خویش و یگانہ اپنے و یگانہ کا ہوتی ملامت بنا سختیاں سنا رہا بڑے ہول سنا رہا کبھی سودا کی بنا کبھی جنوں پر حرف شکایت نہ کیا نہ لایا نہ کسی قوم کا کہ وہ ہلکا قوم کی افہام کا یہ علم تو قوم کی یاد میں جیتا۔ قوم کی دوسں میں ہوا اور یہ قوم کی شفقت میں فانی القوم کے درجے کو پہنچا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم اس شونہ کی کہان نہ کہ قدر کرتی ہے + علاوہ محمولہ اکی قیمہ

۵

دیکھو!!!

دیکھو!!

دیکھو!

مفسر القرآن نیریل ڈاکٹر سید محمد خان علیہ الرحمۃ والغفران

آخری مضامین

233

یہ وہ عالی قدر اور مقدس مضامین ہیں جو مرحوم سید ازابت الدیلم شوال ۱۳۱۲ھ میں لکھے گئے تھے۔ ان کا مجموعہ ۱۳۱۵ھ میں شریعت دہلی کے ناشر نے دسویں کراہی میں لکھا۔ آخر کار رضویوں نے ان کو لکھتے ہی ہم سے دائمی مفارقت کر کے اپنے مالک حقیقی کو بطور تشریف لے گئے۔ ان کے اس خیال کو یہ گوارہ ہے کہ یہاں تک کہ نہایت تلاش اور جستجو سے جہاں کہیں کہیں ان کے مضامین لکھے گئے تھے ان کے نام پر منظر کیے جیسے کہ وہ جگہ جگہ پر منظر والے رسول عمر میر سے توڑ کر کشیدہ کیا۔ یہ وطن ہی وطن ہوا۔ ان کو عین نگاہ نے اپنے بیگانے کا ہدف بنایا۔ سختیاں سہارا دے کر بول سنا کر ان کو کبھی دانی بنا کبھی مخدوم۔ پر صرف شکایت لب تک لایا۔ کہا تو یہی کہا کہ رہا اھد قومی انہم لا یعلمون قوم کی یاد میں جایا۔ قوم کی دھن میں مرا۔ اور جب قومی کے خفقان فی القوم کے درجہ کو پہنچا۔ اپنے میں کھتا ہوں کہ وہ قوم اس غنیمت کی کہ ان تک قدر کرتی ہے۔ جو مضامین اس کتاب میں ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

بیت فی جلد ایک و پیر (دعوت مضامین) علامہ و محصول ڈاک

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۰	سبع اربعین	۲۲	سوچ کی گردش زمین کے گرد	۱۱	دوسرا
۸۸	کا شغف	۲۳	قرآن مجید کی حیثیت نہیں	۱۲	پروہ
۹۱	عامۃ الورد	۲۴	قرآن مجید کی قسمیں	۱۳	۳
۹۳	احادیث	۲۵	ہم بھی اسی رنگ میں تھے	۱۴	۳
۹۹	خداقت	۲۶	خلافت اور خلافت	۱۵	۳
۱۰۵	عجب تم احباب	۲۷	ہندوؤں اور مسلمانوں کی تباہی	۱۶	۳
۱۰۸	امام اور امامت	۲۸	ہندوؤں اور ترک	۱۷	۳
۱۱۳	حجۃ الیاس	۲۹	ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم اور نور	۱۸	۳
۱۱۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام اور	۳۰	سلطان اور ہندوستان کے	۱۹	۳
۱۱۵	ان کا مذہب حقیقت	۳۱	مسلمان	۲۰	۳
۱۱۶	ولادت مسیح کی نسبت ایک علمی	۳۲	ترکوں کے ساتھ ہندوستان	۲۱	۳
۱۱۷	اور مسیح کا جواب	۳۳	کے مسلمانوں کی جہاد کی	۲۲	۳
۱۱۸	فتنی الکلام فی بیان مسائل الاسلام	۳۴	مسئلہ استقامت و عقائد حقیقت	۲۳	۳
۱۱۹	تعلیم	۳۵	مرزا غلام احمد قادیانی کی	۲۴	۳
۱۲۰	زوجہ مسلمات اور غیر مسلمات	۳۶	طوفان	۲۵	۳
۱۲۱	جسیرہ مضمت کا خاتمہ ہوا	۳۷	ہندوستان اور ہندوؤں کی	۲۶	۳
۱۲۲	قوم کی زندگی اور موت	۳۸	ہندوستان اور ہندوؤں کی	۲۷	۳
۱۲۳	ایضاً	۳۹	ہندوستان اور ہندوؤں کی	۲۸	۳

المشتہ ہر خادم قوم و فضلہ الدین تاجر کشمیری کا ہو

ازالة الغبن

عن

ذی القرنین

للعبد المفتقر إلى الله الصمد سيد احمد

بفرايش

مشی فضل الدین تاجر کتب قومی و ممالک مہتمم اخبار اشاعت
لاہور کشمیری بازار

۱۲۳۰



پیش الا انسان

نئے فلسفہ انوں نے انسان کی پیدائش کے متعلق نئی تعلیقات سے ثابت کیا ہے کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوا ہے
لیکن آج سے ۱۳ سو برس پہلے مسلمانوں کی پاک کتاب اس بات کو دنیا پر روشن کر چکی ہے اسی مضمون کو سرسید
احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور نے قرآن سے لے کر نہایت وضاحت سے لکھا ہے اور نئے فلسفہ دانوں کا خوب
جواب دیا ہے اس کا مطالعہ ہر بشر کے لئے ضروری ہے + قیمت ۲۰

ازالۃ الغبن عن ذکر ذوالقرنین

سکندر ذوالقرنین کے حالات کے متعلق ادیا جوج ماجوج اور سیاح جوج ماجوج اور سد گرٹ وال اور حالہ جوج ماجوج
ذکر تاریخ میں جیسے کارکن اور بنائے دیوار وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہے۔ سرسید احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور نے
قرآن شریف سے یہ مضمون لے کر نہایت ہی سہلی حالات لکھے ہیں۔ اس کتاب کے متن میں آیات قرآنی اور ترجمہ جمع
از دیا و تصنیف کے ہے اور ماضیہ پر تفسیر کبیرہ عربی ہے + قیمت ۵

الحج والکمال علی ما فی القرآن

اس کتاب میں جن اور اس سے بحث کی گئی ہے کہ آیا قرآن شریف میں جو یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں اس کے کیا معنی لئے
جائے چاہئیں اس مضمون کے متعلق قرآن شریف کی تمام آیات جمع کر کے روایت اور فقہوں کے موقع پر موقع
اور جائے استعمال اور مرنے والوں کے لحاظ سے نہایت دل بحث کے بعد حالات لکھے ہیں + قیمت ۵

تحریر فی اصول تفسیر

اس کتاب میں علامہ مولوی سید مد علی صاحب اور سرسید احمد خاں صاحب ہمارے خط و کتابت سے بابت
تفسیر قرآن سرسید احمد خاں مرحوم۔ نوا صاحب کو جس مجاہدہ ہوا ہے یا انہوں نے جائز نہیں سمجھا اعتراض کئے
ہیں۔ سرسید نے بھی تسلی کے لئے جواب لکھے ہیں۔ انہوں نے پھر جواب در جواب لکھا ہے۔ غرض کہ عجیب و غریب
بحث ہے اس کے ساتھ سرسید احمد خاں نے مقدمہ تفسیر لکھ لکھے ہیں جس شخص نے سرسید کی تفسیر پڑھی ہے
اس کا فرض ہے کہ اس سادہ کاغذ مطالعہ کرے تاکہ تفسیر جن مہولوں پر ہے معلوم ہو جائے + قیمت ۵

لیکچر اسلام

سرسید احمد خاں صاحب ہمارے مرحوم کا مکتبہ اسلام کی منتبت + قیمت ۱۰

تہذیب و تمدن

حاکم الفضل الدین تاجرت قومی مالک اخبار تہذیب و تمدن

بازار کشمیری

لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَهُ الْمُلْكُ وَالْمُلْكُوتُ وَلَهُ الْكُتُبُ وَالْجَبْرُوتُ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سُوْلِهِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلٰی
اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ ؕ

اس رسالہ میں میرا مقصد ہے کہ سدا بوجھ و باہج کی نسبت جو
قصہ ذوالقرنین کا قرآن مجید میں مذکور ہے اسکو مؤرخانہ
تحقیقات سے بیان کروں اور قرآن مجید کی آیتوں کو واقعی حالات
سے مطابق کر کے دکھلاؤں کہ درحقیقت وہ قصہ کیا ہے۔ اور جس قدر
بے سند اور ناقابل قبول روایتیں ہماری کتابوں اور تفسیران میں
اُس کے ساتھ شامل کی ہیں اُن سے لوگوں کو آگاہ کروں اور حقیقت
اُس قصہ کی ہے اُس کو کھول دوں۔ اس لیے میں نے اس رسالہ
کا نام اِزَالَةُ الْغَيْبِ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ رکھا

قصہ ذوالقرنین

روایت شریفہ عن

القرنین قل سائلو علی

منہ ذکرنا انما ناله فی

الارض وابتلاه من کل

شیء سبباً فأتبع سبباً

اعلم ان ذلک من اهل

القصبة الرابعة من اقص

المنطق فی قصص

السورة و فیما سکت

المسئلة الاولى

قد ذکرنا فی اول هذه

القصص ان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم
روى عن النبي صلى الله
عليه وآله وسلم في قصة
ذوالقرنین قال قال
القرنین قل سائلو علی
منہ ذکرنا انما ناله فی
الارض وابتلاه من کل
شیء سبباً فأتبع سبباً
اعلم ان ذلک من اهل
القصبة الرابعة من اقص
المنطق فی قصص
السورة و فیما سکت
المسئلة الاولى
قد ذکرنا فی اول هذه

قومی لٹریچر پیون کا نمونہ

حامیان اسلام!

آپکی لائبریری یا کتب خانہ کی الماریوں میں مندرجہ ذیل کتابیں ضرور ہونی چاہئیں
کیونکہ یہ وہ کتابیں ہیں جن سے قوم کی خستہ حالی کی طرف عوام الناس کو توجہ دلائی گئی
ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہوں نے مرزہ دلون کے واسطے سیاحی کا کام کیا ہے۔ یہ وہ
کتابیں ہیں جنہوں نے افسردہ دلون میں تاشیر کی برقی دوڑائی ہے۔ یہ وہ کتابیں ہیں
جو ملکی اور قومی اغراض کے واسطے اکسیر کا اثر رکھتی ہیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے دیکھنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کیا ہونا چاہیئے۔ زیادہ نہیں تو ایک ایک کاپی
کے لیے قومی ارشاد ہو قیمت نقد یا نقدیہ ویڈیو پے ایل پارسل۔ وہو ہذا:-

نام کتاب	نام کتاب	نام کتاب
دکشا حصہ اول	حسن انجلیبنا	محضات
دوم	شہید وفا	ایاٹے
ولچپ حصہ اول	شام نرائین اور پرتی	فسانہ آزاد جلد اول
دوم	نرم خیال حصہ اول	دوم
دلفریب حصہ اول	دلریا	سوم
سلطان نازک آرا	مہا بہارت حصہ اول	چہارم
سلطان حسرت آرا	جنتاب بیگم	جام سرشار
عمر پاشا ہر دو حصہ	زن مرید	آئینہ روزگار
فاتحہ بنگالہ	عابد دلہیار	نمونہ وفا
مورگیش نننی	البرٹیل	سوزن عشق
ملک العزیز ورجنا	ڈالیک اور بر	الودین لیلے
منصور موہنا	فریبٹ وفا	حاجی بابا صغہانی
	تعبیر خواب	

اور قبلی اور اسل بربرگ پہنچا۔ پھر دارا پر حملہ کیا اور اسکو شکست
 دی اور فارس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہندوستان اور چین پر
 چڑھائی کی اور درہ درہ کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا خراسان میں آیا اور بہت سے
 شہر آباد کیے اور پھر عراق میں آیا اور شہر زور میں بھاڑ ہو کر مر گیا۔

اب امام رازی صاحب فرماتے ہیں کہ حسب قرآن سے ثابت
 ہوا کہ ذوالقرنین ایک ایسا شخص تھا کہ جس نے تمام زمین پر پادشاہی
 بادشاہت کی تھی اور علم تواریخ سے ثابت ہوا کہ ایسا بادشاہ سوائے
 سکندر کے اور کوئی نہیں ہوا تو اب بالیقین قرار پایا کہ **ذوالقرنین**
 سے مراد سکندر بن نفیس یونانی ہے۔ **ہکذا فی تفسیر الکبیر**
 اس میں تو کچھ شک نہیں کہ جب قرآن مجید میں اس بادشاہ
 کا نام نہیں بتایا بلکہ صرف اس کے چند پتے بتائے ہیں تو ہر شخص کو
 اس پہلی کے بوجھنے کا خیال پیدا ہو گا۔ مگر مگر افسوس ہے کہ امام صاحب
 نے اسکو ٹھیک ٹھیک نہیں بوجھا۔ نہ سکندر کے زمانہ کی تاریخ اس بات
 کی شہادت دیتی ہے کہ وہ تمام دنیا پر شرق سے مغرب تک بادشاہ
 ہو گیا تھا اور نہ وہ وہاں تک جہاں آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے پہنچا
 تھا اور نہ دنیا کا جغرافیہ ان باتوں کی جن کا ذکر امام صاحب نے اپنی
 تفسیر میں کیا ہے تصدیق کرتا ہے اس لیے ہر جرات ہوئی ہے
 کہ اپنے یقین سے یہ بات کہیں کہ امام صاحب نے جو **ذوالقرنین**
 سے اسکندر یونانی مراد لیا ہے محض غلط ہے۔ اب امام صاحب

اور قبلی اور اسل بربرگ پہنچا۔ پھر دارا پر حملہ کیا اور اسکو شکست
 دی اور فارس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہندوستان اور چین پر
 چڑھائی کی اور درہ درہ کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا خراسان میں آیا اور بہت سے
 شہر آباد کیے اور پھر عراق میں آیا اور شہر زور میں بھاڑ ہو کر مر گیا۔

اور قبلی اور اسل بربرگ پہنچا۔ پھر دارا پر حملہ کیا اور اسکو شکست
 دی اور فارس کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہندوستان اور چین پر
 چڑھائی کی اور درہ درہ کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا خراسان میں آیا اور بہت سے
 شہر آباد کیے اور پھر عراق میں آیا اور شہر زور میں بھاڑ ہو کر مر گیا۔

عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا اذكروا أن مجيد میں آیا ہے اور ایسی تحکم و مضبوط بنا گئی ہے کہ مفسرین اور مفسرین کے زمانہ تک اس کا مدوم ہو جائے مگر نبی الحقیقت کس جگہ واقع ہے صرف قیاساً یہ کہہ دینا کہ شامل میں بنی ہوگی کافی نہیں صاف طور پر اور بالتحقیق بتانا چاہیے کہ وہ سد فلان مقام پر موجود ہے۔

اس کے بعد تحقیق کرنا چاہیے کہ اس کو کس بادشاہ نے بنایا تھا جس بادشاہ نے بنایا ہو اسی پر قرآن مجید میں ذوالقرنین کا اطلاق ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی وجہ معلوم ہو یا مشتبہ رہے مگر اس کے نہ معلوم ہونے یا مشتبہ رہنے سے کوئی کج اصل واقعہ کے ثابت ہونے میں نہیں ہوتا کیونکہ واقعہ جس کا ثبوت دلائل سے ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ وہ سد بنی اور فلان مقام پر موجود ہے اور فلان بادشاہ نے اس کو بنایا۔

اس کے بعد اس بادشاہ کی مملکت اور اس کی سلطنت پر غور کرنا ہے کہ وہ حالات ان باتوں کے مطابق ہیں جو قرآن مجید میں اس بادشاہ کی سلطنت یا مملکت کی نسبت بیان ہوئے ہیں یا نہیں کیونکہ اگر وہ مطابق ہیں تو کافی یقین ہو گا کہ اسی بادشاہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور اسی پر ذوالقرنین کا اطلاق ہوا ہے۔

اسی کے ساتھ یا جوج اور ماجوج کا تاریخیانہ طور سے حال بیان کرنا چاہیے قصہ اور کہانی کے طریقہ پر اور قرآن مجید کے الفاظ

عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا اذكروا أن مجيد میں آیا ہے اور ایسی تحکم و مضبوط بنا گئی ہے کہ مفسرین اور مفسرین کے زمانہ تک اس کا مدوم ہو جائے مگر نبی الحقیقت کس جگہ واقع ہے صرف قیاساً یہ کہہ دینا کہ شامل میں بنی ہوگی کافی نہیں صاف طور پر اور بالتحقیق بتانا چاہیے کہ وہ سد فلان مقام پر موجود ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ عن عائشہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا اذكروا أن مجيد میں آیا ہے اور ایسی تحکم و مضبوط بنا گئی ہے کہ مفسرین اور مفسرین کے زمانہ تک اس کا مدوم ہو جائے مگر نبی الحقیقت کس جگہ واقع ہے صرف قیاساً یہ کہہ دینا کہ شامل میں بنی ہوگی کافی نہیں صاف طور پر اور بالتحقیق بتانا چاہیے کہ وہ سد فلان مقام پر موجود ہے۔

اللغز به يتوصل الى
تفصيل النبوة والذين
تعالى اعطاه المراتب
التي تستدل على رتبته
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء

یعنی "ہے اُسکو قدرت دی زمین میں" کہ قدرت کے احسان سے تھا۔
فی الدین قرار دیا اول ہے اور پوری قدرت میں میں بہت ہے
اس لئے ذوالقرنین بنی تھا۔

دوسری جگہ خدا نے فرمایا ہے۔ وآیتناہ من کل شیء
سببا یعنی "ہے دیا اُسکو ہر ایک چیز کا سامان۔ اور ہم ہر ایک
میں نبوت بھی داخل ہے۔ اور اس لئے ذوالقرنین کو نبوت بھی
دی گئی تھی۔

تیسری جگہ خدا نے کہا قلنا یا ذوالقرنین یعنی "تجسسا کیا اسے
ذوالقرنین" اور خدا جس سے بات کرتا ہے وہ نبی ہو سکتا ہے اور
ذوالقرنین بھی بنی تھا۔

بعضوں نے کہا کہ ذوالقرنین بنی نہیں تھا وہ صالح تھا اور
مکناہ فی الارض سے اسکی قوت سلطنت اور صحت حال
شئی سبب سے دریوہ حصول تسلط ملک پر مراد یعنی چاہیے۔ مگر امام
رازی صاحب ان الفاظ سے ذوالقرنین کے نبی ہونے کو
تقویت دیتے ہیں۔

مفسرین کو جو اس قدر غلطیان یا مشکلیں ان آیتوں کی تفسیر میں
پڑیں اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے واقعات کی تحسین میں
الٹی راہ اختیار کی ہے یعنی اول اس بات کی تحقیق شروع کی ہے
کہ ذوالقرنین کون تھا۔ حالانکہ اول اس بات کو دریافت کرنا تھا

تفصیل النبوة والذين
تعالى اعطاه المراتب
التي تستدل على رتبته
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء

ان تعذبوا واما ان
قلنا يا ذوالقرنین
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء
فانما هو من جملة الاشياء
التي لا والله كان يبر
على ان تتصور ان الذين
من الامور والذين
اعطاه من كل شيء

ان تکلون العین
جامعۃ لوصفین جمیعاً
الحکمت الثانی (۱) انتہ
ثبت بالدلیل (۲) لا یزال
کذا وان السامع یحکم
بما ولائک والیضا قال
والفعلک وعلی عن ہذا قولہ
وعلی عن ان یجوز
فوق فی ریب الشمس
غیر موجود و
ایضا الشمس الکر
من کلما ذکرہا
فی کل ما یقول
فی غیر من غیر
از انست ہذا فنقول
تاویل قلمہ لغوی
محکمہ من وجہ (۳) اول
ان القزین لم یبلغ
موضعہا فی المغرب
ولم یبق
بعد شفق الشمس
من العارات والیض
کا تھا ان شمس از انست
عبور الارض تا یلی
ہذا فنقول فی عین
قولہ غروب فی عین
حکمہ من وجہ
(۴) اول ان القزین
لم یبلغ موضعہا
فی المغرب ولم یبق
بعد شفق الشمس
من العارات والیض
کا تھا ان شمس از انست
عبور الارض تا یلی
ہذا فنقول فی عین
قولہ غروب فی عین
حکمہ من وجہ

کے سیدھے اور صاف معنی لینے چاہئیں نہ پیچیدہ اور دور از کار۔
چنانچہ اب ہم اس واقعہ کے بیان کرنے میں اسی طریقہ کی پیروی
کریں گے۔

یا جوج وما جوج

ہمارے بعض علمائے یا جوج وما جوج کو عربی زبان کا لفظ بنانا چاہتا
ہے۔ کہانی کا قول ہے کہ یا جوج۔ ناجج الناس سے نکلا ہے
جس کے معنی شعلہ کے بھڑکنے کے ہیں اور ما جوج۔ موج البحر
سے نکلا ہے جو کہ وہ قوم چلنے اور دوڑ مارنے میں بہت تیز اور سریع الحکمت
تھی اس لیے اس نام سے موسوم ہوئی۔ بعضوں نے کہا ناجج الملاح
سے نکلے ہیں جس کے معنی نمک کی ٹمکنی کی شدید تیزی کے ہیں۔
قتیبی کا قول ہے کہ آج الظلم سے نکلا ہے جس کے
معنی دوڑ کر چلنے کے ہیں۔

خلیل کا قول ہے کہ آج مسور کی مانند دن ہوتا ہے اور صبح الراقی
بھی عرب میں بولا جاتا ہے پس یا جوج وما جوج ان لفظوں سے
شتق ہوئے ہیں۔

مگر یہ سب قول غلط ہیں صحیح قول یہ ہے کہ کو تفسیر کبیر میں نقل
کیا ہے کہ اٹھا اسمان اعجمیان موضوعان
بذل لیل منع الصرف۔

لما یبلغ موضعہا
فی المغرب ولم یبق
بعد شفق الشمس
من العارات والیض
کا تھا ان شمس از انست
عبور الارض تا یلی
ہذا فنقول فی عین
قولہ غروب فی عین
حکمہ من وجہ
(۴) اول ان القزین
لم یبلغ موضعہا
فی المغرب ولم یبق
بعد شفق الشمس
من العارات والیض
کا تھا ان شمس از انست
عبور الارض تا یلی
ہذا فنقول فی عین
قولہ غروب فی عین
حکمہ من وجہ

عالمہ
ظاہر و باطن
الحاقدات کان الذی
واللہ اعلم
علی خلاصہ اللہ تعالیٰ
وہم احسن ہدیہ
التمتع من فیہ
الان یصل الی الی الی
الذی کان فیہ
تعالی وجہ عنہا
قوما الضمیر و فحله

بعض مسلمان مورخوں نے لکھا ہے کہ یا جوج و ماجوج نہایت
قلیل الجذہ اور ضعیف القامتہ ہیں یعنی صرف بالشت بھر کا اُن کا قد ہے
یعنی بالشتی ہیں اور بعضوں نے لکھا کہ نہایت قوی الجذہ اور بل القامتہ
ہیں اُن کے ناخن اور دانت ڈاڑھ و زردہ جاوہروں کی مانند ہیں وہ
آدمیوں کو مار کر اُن کا کچا گوشت کھا جاتے تھے اور کھیتی کینے کے
موسم میں نکل کر تمام کھیتوں کو چٹ کر جاتے تھے۔ یہ بھی بیان ہوا
ہے کہ اُن کے کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک کو بچھا کر اور ایک کو اوڑھ کر
سورشتہ ہیں۔

مگر یہ سب کہانیاں جھوٹ اور محض بے اصل ہیں وہ لوگ تاہی
ترک ہیں۔ ہمارے علماء نے بھی لکھا ہے اور تفسیر کبیر میں بھی اس قول
کو نقل کیا ہے کہ قیل انہما من التورک یہ قوم اب تک موجود ہیں
اور تمام ملک تاتار اور چینی تاتارین آباد ہے۔

مگر جب میں نے یہ بیان کیا کہ یا جوج و ماجوج۔ گاک میگاک
سے مغرب ہو گیا ہے اور ان میں سے ایک کو قوم کا اور ایک کو ملک کا نام
بتایا ہے تو یا جوج و ماجوج کو دو شخص سمجھا جیسے کہ ہماری سورتوں اور
مفسرین نے سمجھا ہے صحیح نہیں ہوگا بلکہ اُن سے وہی مطلب سمجھا جاوے گا
جو گوگ اور ماگوگ سے سمجھا جاتا ہے۔ جو ملک کہ اب بھی تبت کے
شمال میں واقع ہے اور جو قدیم زمانہ میں سستہیا اور تاتار کہلاتا تھا اور اُن
کے نقشہ میں چینی ترکستان کے نام سے لکھا جاتا ہے اس قوم کے

عندہا الی اذا جود
فیہ فوکان (الاول)
انہما ید الی الشمس
ویکون التاتار الی الشمس
کان الانسان لیس فی
الشمس فربما یخجل
کان سکان ہذا الخ
کانہم سکوناً
یافقہ سب
من الشمس و یفعل
الشان ان یکون
الضمیر عاید
الی العین الحامیہ
و علی ہذا العقل
ما ذکرناہ من
قلنا یا الذین ایمان
ان تعذب و ایمان
تخفیہم حسنا بیل
علی تعالی تکلموہ
ذات ید علی اند
ہات نبیا و حمل
ہذا النقط علی الخ
انہما علی الخ
لعل الخ
عدول عن الخ
والجبت الثالث
اہل الخ
صنفہ ذلک الخ
نسب

ثم تخرج سباعياتك
كلها مطاع النسس
وقد احطنا بما لا يدرك
خبايا اعلم ان الله
ما بين اوله
فصل اوله
المسكونه من غرب
الشمس تخرج سباعياتك
انما فضل مطاع النسس
فبين الله خلقه على
وجاه الشمس تطلع على
فوق لم نجعل لهم من
دفعهم سترافيه
فولان الاول ان الله
لا يتركك عجز ولا جليل

ہوئے ہیں۔

انا مكناله في الارض من جوفظ في الارض كما ايا ہے
اُس سے تمام دنیا از شرق تا غرب افق مراد لینا جبکہ وہ لفظ ایک بادشاہ
کی بادشاہت کے حال میں آیا ہے اُس شاعرانہ خیال سے بھی زیادہ
عجیب ہے۔ قرآن مجید میں تعدد جبکہ لفظ الارض کا خاص ملک پر بلکہ
خاص زمین پر اطلاق ہوا ہے۔ جن لوگوں نے مکہ سے ہجرت نہیں
کی تھی اور وہیں کا فرمے اُن سے فرشتے پوچھیں گے فیہ کنتہ
یعنی تم کس حال میں تھے وہ کہیں گے مستضعفین
فی الارض یعنی ہم لاچار تھے زمین میں یعنی مکہ میں لاچار و مغلوب
تھے۔ فرشتے کہیں گے الم تکتن ارض الله واسعة
فتهاجر وافيهما۔ یعنی کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی تاکہ تم
اُس میں ہجرت کر جاتے۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ بیسیوں جگہ قرآن مجید میں الارض کا
لفظ خاص ملک پر اطلاق ہوا ہے بس مكناله في الارض
سے صاف مراد یہ ہے کہ ہم نے اُس کو ایک ملک پر بادشاہت دی تھی۔
سلطنت چین کی ایک بہت وسیع سلطنت تھی تبت اور تمام
ملک جو اُس کے قریب واقع تھے جیسے برہما۔ انام۔ سیام و ملائیم
اُس میں شامل اور مغربی چین کے باجگزار تھے۔ چین کی تاریخوں سے
ثابت ہوتا ہے کہ چوسی نامک مغفور کے وقت میں اکثر معوبے

وكان السبع تخرج من وحيه
تخرج الشمس عليهم
واخذ السبع من طاعت
الشمس دخلوا في ارباب
واعلم ان الارض لو كانت
فولان لو يكون عندك
الشمس تغرب عنك
الظهور في العاش
وعند غروبها انفسد

تفصيل بعضات العاش
حاصل بالقرآن والقرآن
سائر القرآن
الشان ان معناه ان
لا تتركك عجز ولا جليل
كسائر الجليلات
علاء اعداء ورجال
تكتب العبدان
حال الكثر الذين
كلارك وحال

عزما
تکوا من امرئ واعمل
واما من امرئ واعمل
صالحا فله جزاء طيب
واحدة واعلم
وضمن عن عاصم
جزاء الحسن والبلون
والننوين والبلون
بالفتح والاضافة
فعل القارة لا ولى
فعل القارة لا ولى
يؤت القدر فله
الحسن جزاء طيب
تقول لك هذا التوب

مرنے کے بعد تیرہ برس کی عمر میں چلی وانگ بی بی سے قبل مسیح
میں تخت پر بیٹھا اور لی ساری نائے ایک عاقل شخص کو اپنا
وزیر کیا۔

اسکی سلطنت دو زمانوں میں تقسیم ہوتی ہے پہلا زمانہ وہ ہے جبکہ
اس بادشاہ نے اپنی تمام مہمت رویہ جبر کرنے اور ہر قسم کا سامان اٹھا
کرنے میں صرف کی اور دوسرا زمانہ وہ ہے جبکہ اُس نے ہر قسم کا سامان
جمع کرنے کے بعد ملک گیری اور فتوحات نمایاں حاصل کیں۔ اسکی
اسطلاحات کا صاف اشارہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے جہاں خلائے
فرمایا ہے۔ انا مکننا فی الارض واثیناہ من کل
شیء سببا فاتبع سببا۔

یعنی پہلے وہی اسکو قدرت زمین میں اور ہم نے دیا اسکو ہر چیز کا
سامان پھر وہ درپے ہوا سامان کے یعنی سامان جمع کرنے کے یہ
فقہ قرآن مجید کا اور خصوصاً الفاظ فاتبع سببا بالکل اُس بادشاہ
کے پہلے قرآن یا زمانہ کی سہری بتاتے ہیں۔

مکنا کے لفظ سے اور من کل شیء کے لفظ سے
قدرت فی الدین سمجھنا اور پھر قدرت فی الدین کو نبوت
قرار دینا اور اُس بادشاہ کی نسبت یہ بحث کرنا کہ وہ نبی تھا اور پھر
اُس کے نبی ہونیکو ترجیح دینا ایسے دوران کار خیالات ہیں جو کاذب بھی
شمارہ قرآن مجید سے نہیں پایا جاتا اور جو شاعرانہ خیالات سے بھی ہر

عہدہ و اما علی العزاة
الثانية في التفسير
وجان (الاول) فله
جزاء الفعل الحسن
والفعل الحسن هو الايمان
والعمل الصالح (والثاني)
ان تكون التقدير فله
جزاء التوبة
المعنى
يكون المعنى فله
في الخفاء الذي هو
في الخفاء الحسن
المتقون بالثوب
موصوف بالثوب
المعنى ويكون المعنى
فله في الخفاء الذي هو
المتقون الحسنين
الموصوف بالثوب
الحسن واما في قوله
ان مكننا الارض
وثنينا من كل
شيء سببا فاتبع
سببا

والمعنى ان مكننا الارض
وثنينا من كل
شيء سببا فاتبع
سببا

ان الله الواحد والوحيد
فاذا احد هب فزق
ويدهم مسيرة
فما لتعز هوأ
من جاوزت الهين
ان لخصمه قال ما فز
وذكر في كتب القصيد
من خط الاستواء والقرية
يسكن البها والقرية

النفس معت كهيئة
الصلصلة فتشغى على
عافت و

بالرحمن فلما طهرت الشمس اذا في فوق الماء كهيئة الزيت فانزلوا نيرانهم فمدوا دفع النيران على النار فاستلكت النار

يصلطادونه
ويطرحونه في الشوارع
ففيخرج ثم قال تعالى
لذلك وقد اخطانا
بالدين خيرا وفيه
الاول اي ان الله
نزل القرآن فيه

مع أهل المطالع
كانت مع

فقد
منع الاسباب
ما بلغ وقد علمنا
مكاننا ما غف

فَقُلْ لِلّٰهِ الْمُلْكُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۚ وَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا يَمُوتُ ۚ لَيْسَ لَهُ سِنَةٌ اَوْ يَدْرُؤُا ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَئِنْ سْأَلْتَهُ بِمَا عِشْرُوْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۙ لَّيْسَ لَهُ زِيَادَةٌ اَوْ نَقْصٌ ۚ سَعْدُ الْقَوْلِ ۖ

بادشاہ سے کلام کیا تھا صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ایسے مقاموں پر قلنا کا لفظ یعنی شکنا کے آتا ہے جیسے کہ خدا نے اُن پیغمبروں کی نسبت جنہوں نے نسبت کے دن زیادتی کی تھی فرمایا ہے۔ قلنا الہم کو نوا قرۃ خاتمہ میں اسی طرح اُس کے جواب میں قتال کا لفظ آیا ہے۔ پس اس طرح کا استعمال نہ نبوت کی نشانی ہے اور نہ خدا کے ساتھ سوال و جواب ہونے کی دلیل ہے بلکہ جو ملوک کہ اُس فتنہ بادشاہ نے اُس مفتوح قوم کے ساتھ کیا اُس کا بیان ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اس بادشاہ پر دُعا کرنے والے ایسے گزرے جن کا اشارہ قرآن مجید میں بھی موجود ہے اور یہ نہایت قوی قرینہ ہے کہ ان ہی مختلف دوزانوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اُس کی نسبت ذوالقرنین کا لفظ استعمال کیا ہے۔

اس فتح کے بعد اُس نے مشرق کی طرف حلا شروع کیا اور اُس ملک کے مشرقی کنارہ پر پہنچا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ثُمَّ اتَّيَجَّ سَبَاحَتِیْ اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ فَعَلَّهَا ۚ تَطْلُعُ عَلٰی قَوْمٍ لَّمْ یُجْعَلْ لَّہُمْ مِنْ دُونِہَا سِتْرٌ ۚ لَکَ ذٰلَکَ وَقَدْ اَحْطٰنَا بِاَلَدِیْہِ خَبِیْرٌ۔

یعنی پھر اُس نے سفر کا سامان کیا بیان تک کہ جب وہ پہنچا

فَقُلْ لِلّٰهِ الْمُلْكُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ۚ وَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا يَمُوتُ ۚ لَيْسَ لَهُ سِنَةٌ اَوْ يَدْرُؤُا ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَئِنْ سْأَلْتَهُ بِمَا عِشْرُوْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۙ لَّيْسَ لَهُ زِيَادَةٌ اَوْ نَقْصٌ ۚ سَعْدُ الْقَوْلِ ۖ

قوله ان كنت صاعداً
 بنين على الاطلس
 والبا قون بنوع
 مشددة على الانعام
 ثم قال في القرين
 فاعنيون في قوله
 بيكم وينهكم وما
 اى كاحاجه الى فاع
 كما لو كان اعنيون
 رجال والذ انما
 السه وقيل المعنى

اعنيون بجان اصف
 الى هذا المعنى
 الطالب المال لاختار
 لنفسه والى الم
 يقال رمت الباب
 اى سد دونه
 رمت
 القوب رقتة
 بسد الخوف بالافقه
 والى الم كثر
 من قوله رقت
 مردود الى وصف
 عليه رقت

میں بنا دوں گا تمہارے اور ان کے بھی مضبوط دیوار۔
 پہلی بات اس آیت میں جو غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ قالوا
 يا ذا القرنين کس کا قول ہے مفسرون کا یہ خیال ہے کہ یہ اُسی
 قوم کا قول ہے جو اُس جگہ ملی تھی اور جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ
 يكادون يفقهون قولا۔ مگر یہ خیال ہرگز صحیح نہیں یہ قول
 اُن لوگوں کا ہے جو سرحد چین کے اندر اور مغفور کے ملک میں رہتے
 تھے اور اُسی قوم کی لوٹ مار کے بچنے سے حکمت نسبت کہا گیا ہے
 لا يكادون يفقهون قولا دیوار بنوانا چاہتے تھے۔

دوسری چیز جو اُس بادشاہ نے علاوہ محنت کے اُن کو یہی
 وہ لوہا تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اتوني زير الحديد
 حتى اذا ساوى بين الصدفين قال انفخوا حتى
 اذا جعله نارا قال اتوني افرغ عليه قطرا۔
 یعنی لا دو مجھ کو لوہے کے ٹکڑے۔ یہاں تک کہ جب وہ دونوں
 پہاڑوں میں برابر کر چکا تو کہا دو ہونکو بیان تک کہ جب اُس لوہے کو آگ
 یعنی لال کر دیا تو اُس نے کہا مجھ کو لا دو میں اُس پر ڈال دوں پھلی ہوئی دھواں
 یعنی تانیا پیتل یا سیسہ۔

یہ آیتیں نہایت صاف ہیں مگر مفسرین نے ان کو عجیب طرح پرینا
 کیا ہے قرآن مجید میں جو لفظ نہراں لحدید آیا ہے اُس کے معنی
 لوہے کی تختی یا لوہے کی اینٹیں قرار دیتے ہیں۔ اور پھر یہ قرار دیا ہے کہ

قوله قال اتوني
 انما هو
 الصدفين فان
 انفخوا حتى
 نارا قال اتوني
 افرغ اليه قطرا
 فاسطاعوا
 ان يظهروا
 ما استطاعوا

عبد کمال الفلاحی
فانہ قدامت من
کلیاتان وقت درو
ذالک عن عاصم
والقنبر لیسوف
بنی الحارثین ثم خذ
البیاء کقولہ مشکو
وشرکتہ وکلمتہ
وگفتہ وکلمتہ
حقاً اذا سألوا
بین الصلحین فی
اصحاب اصفیاء
موضع قاتل الخبث
علی بعض حتی صارت
بجنت تسد ما بین
الحبلین الی اعداؤہما
حقاً اذا صارت
کالمنار الخلیف
المنیر فی التوفیق
بعضنا وصالی
صلی واصلحنا
ان هذا التایید
اللاتی

اُن لوہی کی اینٹوں کو اوپر تے رکھ کر بطور دیوار کے چنا اور اُسکو پہاڑ کی چوٹی تک اونچا کر دیا اور جب وہ پوری ہو گئی جس کی لبنائی پسند رہ سوسیل کے قریب تھی تو آگ جلا کر اُس دیوار کو آگ کے مانند کر دیا یعنی جیسے لوہ آگ میں جلانے سے لال مثل آگ کے ہو جاتا ہے اس طرح ساری دیوار مثل آگ کے ہو گئی۔ پھر اُس دیوار پر لکھا ہوا تانبہ ڈالا اور وہ درزون میں بیٹھ کر جم گیا اور سب مل کر لوہے کی ایک ڈال دیوار یا ایک ڈال مثل لوہے کے پہاڑ کے ہو گئی۔ یہ تفسیر ایسی ہے جو عقل میں آ سکتی ہے اور قرآن مجید کی آیتوں میں اس خارج از عقل کا رستانی کا اشارہ پایا جاتا ہے کسی طرح قرآن مجید سے نہیں پایا جاتا ہے کہ وہ دیوار لوہے کی اینٹوں سے چینی گئی تھی۔ لوہا بلاشبہ دیوار کے بنانے میں کام میں لائے کو نکلایا گیا تھا مگر یہ بات کہ اُس لوہے سے دیوار چینی گئی تھی۔ ہرگز قرآن مجید میں نہ مذکور ہے نہ اُسکی طرف اشارہ ہے۔

یہ دیوار جو سند کے نام سے مشہور ہے پہاڑی ملک میں بنائی گئی تھی اور کچھ شبہ نہیں کہ پتھروں کی چٹانوں سے بنائی تھی۔ مگر پتھروں کی چٹانوں کے مضبوط کرنے اور ایک کو دوسرے سے جوڑنے کو لوہا درکار تھا۔ اُس کی نسبت اُس بادشاہ نے کہا کہ لوہے کے ٹکڑے جھکوا کر دو۔ اس دیوار کو بنے اکیس سو بائیس سو برس گزرے ہونگے اُس زمانہ کی بہت سی عمارتوں کے نشان اور کھنڈرات بھی موجود ہیں پتھر کی

الحبلین الی اعداؤہما
حقاً اذا صارت
کالمنار الخلیف
المنیر فی التوفیق
بعضنا وصالی
صلی واصلحنا
ان هذا التایید
اللاتی

کی بددعا سے سب مر جا دیں گے۔

یہ محض بے اصل کہانیاں ہیں اب اس زمانہ میں تمام تاتار پر جو یا جوجہ
ما جوجہ کی قوم ہے چینیوں کی عہداری ہے جو چینی ترکستان کے نام سے موسوم
ہی۔ یا جوجہ و ما جوجہ یعنی تاتاری تمام دنیا میں پڑے پھرتے ہیں نہ کسی کے کان
بڑے ہیں اور نہ کسی کا گوشہ کہاتے ہیں خاصے بھلے چنگے آدمی ہیں۔

جس طرح کہ خدا تعالیٰ جا بجا فرماتا ہے کہ اخیر کو تمام چیزیں فنا ہو جاویں گی اسی طرح
اس دیوار کی نسبت بھی فرمایا ہے جیسے کہ زمین کی نسبت فرمایا۔ کلاً اذا دکت
الارض دکا دکا و جاء ربک والملك صفا صفا۔

مسٹر جس کار کرن نے ایک چینی تاریخ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اس تاریخ میں
اس بادشاہ اور اس دیوار کی نسبت جو کچھ لکھا ہے اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

تاریخ چین جس کار کرن

ای جن کی بی بی وانگ لی فقورہوا اور اکثر خٹائی مورخین کی روایت ہی
کہ وہ اسی چین کے نطفے سے نہ تھا کیونکہ اس کی ماں جب ایک مرد سوداگر سے حاملہ ہوئی
تھی تب اس نے فقور کے ہاتھ اس عورت کو بیچا تھا اور اس شخص نے یہ حرکت اس
امید سے کی تاکہ تنہا دل کی پوری ہووے اور اپنی اولاد کو تخت پر دیکھے اگرچہ یہ امر
بعید القیاس نہیں ہے لیکن شبہ اس نقل کی راستی پر اسی جہت سے ہوتا ہے کہ
علامہ احتساب ایک سانچے کے جو ذیل میں مذکور ہے اس کے نام پر ہزار لغتیں
کرتے ہیں اور یہ فقرہ اس کے حرافزادے ہونے کا توہین کے قصد سے انہوں نے
تیار کیا ہے غرض یہ تحقیق ہے کہ سوداگر نے فقور ای جن سے یہ دوستی بربائی اور
اپنی لیاقت اس طرح اس کے نزدیک ظاہر کی کہ ای جن نے خدمت وزیر اعظم کی اس
دی خیر جس فقور نے انتقال کیا وہی لڑکا نو برس کی عمر میں گدی پر جلوہ نشین ہوا
اور ایسے بہادر اور مدبر فقور گنتی کے دو تین ہی ہوئے ہیں اور ایسا ایسا کام اس نے
کیا کہ نام اس کا قیامت تک رہ جائیگا۔

ایمان دولت سے ایک شخص بنام لی نری غیر ملکی تھا یعنی وطن اس کا

ابلیس مجرم کا لقب اُسکو دیا ہے حقیقت میں اُن کی ہجو بے سبب نہیں تھی کیونکہ ایک تو
کتاب قدیم کے نقصان کرنے اور سب فاضلوں کے کبر سے کتاب جبراً اُسکو اُسے جلاد
کی حرکت اُس نے کی ہی تھی علاوہ اس کے چار سو ساٹھ علما کو اسی قصور پر اُس نے
جیتا ٹڑوا دیا کہ اپنا اپنے کتب خانے کو بادشاہ کے پیادوں کے حوالہ انہوں نے نہیں کیا
تھا سو اُن کے اُن سے خوف فقور کہ یہ تھا کہ اگر زندہ رہیں گے تو حافظے سے اُن کتابوں کو
بھیر لکھیں گے اور حکومت جاز کریں گے غرض طیش میں آکر چچی واناگ ملی نے یہ خون
ناحق کیا اور بے رحم اور سنگدل اور غور خواہجا کہلایا لیکن اُن عیبوں کے ساتھ اتنا تھا کہ
خطا میں اگر پانچ چار غفوریتوں پر اسی طرح کے ہوتے تو ماسد اعلم کیا کیا وہ نہ کرتے اور کس
کس ملک کو عمل میں نہ لاتے۔ انعقد جب کشت و خون اور لڑائی بھڑائی سے فاسخ ہوا
اور انتظام ملک کا تردید رکھا گیا ہمیشہ جینیے اور باقی رہنوی کی ہوس اُس کے دل میں از بس پیدا
ہوئی اور اس خیال باطل کی خوشامدیوں نے ترقی دی آخر الام چند نوجوان مرد اور عورتوں کو
اُس مشرقی سندھ کی طرف روانہ کیا اس لیے کہ سُن چکا تھا کہ اُدھر کے جزیروں میں ایک تہ یہ
ایسا تھا کہ وہاں کے چشمہ کا پانی جس نے پیامرگ اُس کے نزدیک نہیں آئی۔ عرض وہ
لوگ گئے اور پھر آئے اور اُن کا بیان یہ تھا کہ مشرقی سندھ میں طوفان نے آگے بڑھ کر دیا
لیکن ایک مردک کا جہاز چونکہ طوفان میں پھرتا تھا کہ وہ گیا تھا اُسے چند سے بعد اُن کی یہ فقرہ سنایا
کہ منزل تصود تک پہنچا تھا لیکن چشمہ اُس ایام میں جاری نہ تھا غرض اس کے ہاتھ ایک
کتاب آئی تھی جس میں یہ بات اُس نے لکھی تھی کہ چین کا گھرانہ اُس خاندان کے ہاتھ سے تباہ
ہو چکا جس کا نام ہو کے لفظ سے شروع ہے۔ اس وایات بات کے اعتبار پر غفور نے
فوراً جنگ کا سامان تیار کیا اور چونکہ ایک قوم تار کا نام ہو اُنک نو تہا اور پہلو حروف ہو
تھے دفعتاً اُن کے ملک پر چڑھ گیا اور چونکہ اچانک جا پہنچا اور سب کو بے فکر پایا اس سبب
اُن کو پامال کیا والا اگر شہر سے خبر اُن کو ملتی تو شاید شکست نہ دیتی بلکہ غالب ہے کہ وہ تار
غور خوار سب غفور کو نہایت تنگ کرتے کیونکہ وہ بڑے جنگی اور صحر کے رہنما تھے اور
لٹ تالیف سُر اُن کی اوقات اور شکار پر اُن کی گزراں تھی اور ہر وقت گھوڑوں پر سوار تھے
میں تیرکمان تدار لیئے غور خوار بن رہتے تھے۔ اگرچہ وہ بھی قوم خٹ سے تھے۔ چنانچہ بعض
دشمن کہتے ہیں کہ شہزادہ چنگوئی خاندان ہمایا کے تباہ ہونے سے صحرا تار میں جا

ریاست مخفوریچین سے باہر دوسرے ایک سلطان کی حد میں واقع تھا جب فرمان سہمہوں کا نکلا کہ
 جتنی غیر ملکی اس سرکار کی ریاست میں گئے ہیں سب اپنی اپنے وطن کو چلے جاویں تب اس
 لی نری لڑیسی ایک مضمی حضور میں گزرائی اور ریاست میں اختیار کر رہے ہیں جو فائدہ تصور
 تھے سب کو اس خوبی اور فصاحت کے ساتھ اُسے بیان کیے کہ مخفور نے اپنے حکم کو دوسری ہی
 روز منسوخ کیا اور لی نری کو وزیر عظم بنایا اور اسی کی صلاح سے بادشاہ نے تمام سلاطین کو
 سر کیا اور شہنشاہ خا اہل قیمت میں ہوا اسکی صورت اسطوری ہوئی کہ پہلے کئی برس تک
 مخفور نے اپنی اخراجات کو حد اعتدال پر رکھا لڑائی بھڑائی سے وہ باز رہا اور خزانے کو خوب ہی
 سمور کیا جب دولت بامداد حاصل ہوئی مخفور نے زرباشی شروع کی اور سلاطین میں زر کے
 وسیلے سے بگاڑ ڈلوا دیا اور جب ایک دوسری سے لڑ کر قریب تباہی کے پہنچا اور اسکا حریف
 بھی علی بن العباس ضعیف ہوا تب مخفور نے کوئی بہانہ کر کے دونوں سے یا ایک سے بگاڑ
 کیا اور آفا نفا میں اُس کا ملک چھین لیا اور اسی تدبیر سے تمام سلاطین کو اس بے تخت
 تاج کیا اور ساری مملکت خا کا مالک ہوا اور شہنشاہ اسید وقت سے کہلایا اور خلافت دولت
 و ملکیت خواہش سے زیادہ ماتھے آئی تھی اور تبت بزرگ کی حد سے شرقی سند تک اور ملک
 تاتار سے بحر منسوب تک حکمرانی ہوئی۔ لیکن اُنم وعیش طلبی مطلق مزاج میں نہ سالی باوجودیکہ
 مکانات عالی شان اُسے بہت بنائے اور بے غایت تکلفات سے آراستہ کیا اور غات میں
 بھی علی بن العباس سامان بے پایاں عیش و نشاط کا مہیا کر دیا اسپر بھی یہ قاعدہ تھا کہ چند
 آدمی کو لیے پوشیدہ جانا تھا اور احوال و دان کے حکام عدالت اور تحصیل اور محال زرع
 کا خود دریافت کرتا تھا اور شوق اُس کے دل میں ہی تھا کہ مملکت خا کا سر نو بند و بست کرے
 اور قدیم مخفوریچین کی روئی پر چلے اور اس ارادی سے جب دستورات قدیم سے اندک
 فرق کرتا تھا علماء کا شور اٹھتا تھا کہ غلامی بات یا د اور شن اور لو کی خلاف حکم کے ہے
 اُسکو کرنا امتناع ہے اور یہ روک ٹوک جب مخفور کو ناگوار گزری لی نری سے اُس نے
 مشورت کی اور وزیر نے تمام تبت قدیم کو جمع کر کے آگ لگا دی جو کی صلاح دی اور یہی بات
 وقوع میں آئی اس سبب سے تالانج خا کے اکثر مقامات میں اغلاتی واقع ہوا اور بہت سوا مال
 کو سرخون نے فقط یاد سے لکھا ہے اور یہ حرکت خانی علماء اور شہرہ کو ایسی بُری معلوم ہوئی کہ
 چچی وانگ لی اور شیطان میں انہوں نے فرق نہیں کیا اور ولدا لڑنا ٹھہرانے کے علماء

اور وجہ اسکی تیاری کی یہ ہوئی کہ جب قوم تانار نے اُس طرف سے بار بار یورش کر کے
 ختائیوں کو سخت عاجز کیا اور کوئی تدبیر ان کو ضبط کرنیکی نہیں سوچی تب اُس دیوار کی بنا
 کی گئی اور ففور خدنگ والی نے دوستو چالیس برس قبل حضرت عیسیٰ کے اسی
 شروع کی اور عرقلیل تینی صرف پانچ برس میں یہ تمام ہوئی اور حال اُس کا یہ ہے کہ پہاڑ نہ
 دریا کوئی مانع اُس کی ساخت کا ہوا اور اٹھ سو کوس تک جو مانع سامنے آئے سب کو دفع
 کرتی ہوئی یہ دیوار اپنی منزل مقصود تک پہنچی ہے اور کئی مقام پر آدھ آدھ کوس کے اونچے
 پہاڑوں کی چوٹی پر ہے یہ دیوار کہیں بھی ہوئی ہے اور بعض جگہ بڑے بڑے دریا پر پلوں کے
 اوپر سے بگئی ہے اور زیادہ تکلف یہ ہے کہ سمندر کے سج سے شروع اس طرح پر ہوئی
 ہے کہ صد ہا جہاز پہرہوں سے لہرے ہوئے دبا دیئے گئے اور اسپر اسکی بنیاد قائم ہوئی تو
 اور اٹھ سو کوس تک تین گز اونچی اور اس قدر چوڑی ہے کہ چھ سو ایلو بہ پہلو فواعیت
 اسپر گھوڑی دوڑا سکتے ہیں اور سو سو قدم پر دو منرلہ اور سہ منرلہ مرج بنے ہوئے ہیں اور
 جب تک کہ تار یوں نے اپنی دولت کی بنا ختائین نہیں ڈالی تھی تب تک ہزاروں
 توہین ان پر چڑھی رہتی تھیں اور دش لاکھ فوجوں کی تعظیم تمام برجون میں بھی عرض جب
 قضاے فکلی سے وہی لوگ جن کی یورش کے سبب یہ دیوار بنی تھی ختاکے مالک ہوتے
 تب سے وہ ان کی فوج موقوف ہوئی اور مرج اور دیوار بے مرمت رہنے لگے مگر گری نہیں
 عجیب غریب اس دیوار کی ساخت میں ہوئیں کہ ختائیوں کی حکمت اور قدرت اور عقل
 مزاجی کی دلیل میں ہیں چنانچہ اول یہ کہ سماری کے سر انجام اور بڑی بڑی تختے پتھروں کو ان
 لوگوں نے آدھ آدھ کوس کے بلند پہاڑوں پر بٹھائے جہاں چٹنوں کا کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا
 اور کڑاری کی بلند ایسی ہی ہو کہ آدمی کی چڑھائی ناممکن نظر آتی ہو اور دوسری بات تعجب انگیز ہے کہ سمندر
 میں جان تھام گم اور جوش و خروش بحر و خار کا زیادہ ہے وہ ان کس طرح سے نیو ڈالی گئی کہ دو ہزار
 برس سے ہلی نہیں باوجودیکہ ختاکے سمندریں ایسا طوفان میں ہیں تو ہر سال میں آتا ہے کہ صد ہا جہاز
 اور تخمیناً بارہ چودہ ہزار آدمی سالانہ ان ہی طوفانوں میں ہلاک ہوتے ہیں اور زور و شور و آواز ایسا ہوتا
 ہے کہ ایک انگریز ناخدا بہت تجربہ کار اور عقلمند کا بیان اس طور پر ہے کہ اگر ممکن ہوتا کہ ایک
 ہی جہاز کی کلٹی پر دس ہزار کرنا اور دس ہزار نقارے دفعتاً بجائے جاتے تو اسی جہاز کی
 پتھار پر سوا طوفان کے غل اور شور کے ان کروں کی آواز کوئی شخص نہیں سن سکتا۔ غرض

جیسا تھا اور بعض کا بیان ہے کہ اُسی ہیامینی دیو کے گھرانے کا وہ شہزادہ باپ سے
 روٹھ کر صحران میں چند آدمیوں کو لیے چلا گیا تھا وہی جد اُن لوگوں کا تھا لیکن صحران کو
 آب و ہوا کی خاصیت اور فطرت کے نیچے بود و باش کرنے اور کچے گوشت کھانے اور
 رات دن کر بندھے رہنے کی عادتوں نے اُن کو ایسا مضبوط بنا یا تھا کہ شہری ختا میوں کو
 اُن سے کچھ نہبت باقی نہ رہی اور اُن کی گروہ ایک دوسری قوم ہو گئی اور یہی لوگ تھے کہ
 کسری ایک ہندو بھی اُن کی باہرری اور مضبوطی اور سپہ گری کے قائل ہوئے اور اُن سے باج
 نہ لے سکے اور اسی قوم کے پہلوانوں سے رستم اور اسفندیار کا مقابلہ ہوا اور لڑایا اب بھی
 ناما رہی تھا یہ لوگ تیر اندازی اور تلوار کے دھنی تھے اور اُن کے گھوڑے بھلی تھے اور
 اُن سے جو کسی سے بگڑتی تھی دشمنوں کو لاکھوں گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالتے تھے اور
 غنیمت پر فخر ایسی چاٹتے تھے کہ اُن لوگوں کو حربہ کرنیکی فرصت نہیں ہوتی تھی گویا جمل مسافر
 موجود ہر جاتی تھی اور ان کی رکاوٹ نہ دریا نہ جنگل نہ کوہستان کسی سے ممکن تھی حاصل کلام
 ناما رہی رسالوں میں شہر شخص ایک شہسوار خوشخوار تھا اور ان لوگوں نے سیکڑوں تختوں
 کو رکاوٹ دیا اور جو سامنے پڑا خواہ دشمنی کی راہ سے خواہ لوٹ تالاج سے وہ بچ کے نہیں
 گیا الغرض چونکہ ان کا حال اسی جلد کے تیسرے دفتر میں طوالت کے ساتھ ہے یہاں
 اتنا ہی بیان کا موقع تھا کہ نتیجہ غفلت کا معلوم ہو وہی کہ غافل رہنے سے ایسے ناما رخو ہو گئی
 ماری پڑے۔ القصہ چھی وانا مکی باوجود اس شکست دینو کے خوب جانتا تھا کہ قیوم
 موقع پا کر انتقام ضرور لے گی اور تا وقتیکہ بدلہ اور عوض مقول نہ ہو وے اس شکست کی یاد
 ہمیشہ دل کو صدمہ پہنچا سکی اس سبب سے اُس نے دیوار ختا کی بنا کی جس کا نام
 احوال عاصی ہے جلد اول کے دوسرے دفتر کے چودھویں باب کے چارٹے صفحے

میں بیان کیا ہے۔
 سینتیس برس اُس نے سلطنت کی اور اُس کے ایام انتقال کو مورخوں نے
 شاخہ قبل مسیح قرار دیا ہے۔

ذکر بنائے دیوار

یہ دیوار قریب آٹھ سو کوس کے لمبی ہے اور سحر خا اور ناما رہی پر واقع ہے

میں سترہ سال دس برس مرتبہ یہ قیامت برپا ہوا میں اُس دیوار کا قیام عجیباً مست
 ہے۔ تیسری بات یہ کہ باوصفیت آدمی خلقت سے زیادہ اُس کی تیاری میں مطابق قوانین کے
 ہر وقت حاضر تھی لیکن پانچ برس کے قلیل عرصہ میں اس دیوار کا تمام ہونا عجیباً مست
 ہے کیونکہ جب ایک انگریز سیاح نے حساب کیا تو دیکھا کہ اس دیوار کے فقط بڑھون کی حسرت
 میں اس قدر اسباب ہماری کا صرف ہوا ہے کہ تمام انگلستان کی ہر طرح کی عمارتوں میں
 جو جمع ہوا ہے شاید اُس کے مقابلہ میں بہت کم ٹیکہ کا اور نصفی شرط ہے کہ تمام دیوار میں
 کس قدر اسباب صرف ہوا ہو گا۔ اور چوتھی بات ہجرت افزا یہ ہے کہ جس نا کے پر پھینچو
 ہے وہ ان جو منزلوں تک نہ بستی نہ انسان کی نشانی تھی۔ اور اٹھ سو کوس تک فقط صحرا
 اور کوہستان اور جنگل تھا اور وہ ان پر اس کی رخسانے کے لیے لازم ہوا ہکا کہ سیکڑوں کوس سے
 مزدوروں اور کاریگروں کے لیے رسد اور دیوار کے واسطے سرانجام آوے اور اس میں بہت
 مشکلیں ڈھ گئی ہوئی ہونگی لیکن خدائیوں کی حکمت اور تعقل اور ثابت قدمی سبب ان پر
 غالب ہوئی اور ایک نشانی ایسی رہ گئی ہے کہ روئے زمین پر کوئی یادگار انسان کی اولوالعزم
 کا اس کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتا نہ ہرگز کے جو خطا میں تین سو میں کوس تک بنائی گئی
 ہے اور جس کے لیے قباخان چنگیز کے پوتے کی عقل اور خدائیوں کے علم اور ثابت قدمی
 پر لاکھ لاکھ دروہینا مقتضائے الصاف ہے۔ انتہی

یہ بات کچھ کم تجب کی نہیں ہے کہ سکندر کی نسبت بھی کہا گیا ہے کہ جو اس کا باپ
 مشہور رہا وہ اُس کا بیٹا نہ تھا۔ اس طرح جی وانگ ٹی کی نسبت بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنے
 مشہور باپ کا بیٹا نہ تھا۔

سکندر کی نسبت بھی کہا گیا ہے کہ اُس نے اب حیات کی تلاش کی تھی اور جی وانگ ٹی
 کی نسبت بھی اب حیات کا ڈھونڈنا مذکور ہوا ہے۔

اور اسی لیے شبہ ہوتا ہے کہ جی وانگ ٹی کے حالات کو سکندر کے حالات میں ملا دیا جو
 چاروں ایک تھا کہ اگلے زمانہ میں یہ کم اُس کی تاریخ معلوم تھی اور ہر ایک سبب ہوا کہ مورخوں
 معنوں کو تسد کا تمام بنائے اور اُس کے بننے کے حالات بیان کرنے میں دہو کا پڑا ہے فقط